السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

۱: ۔ شریعت محمدیہ میں پیر و مرشد بنانا کیسا ہے؟

۲: ۔اپنے آپ کو کسی پیر کا مرید کہلوانا کیا حکم رکھتا ہے؟

۳: ۔ پیر بیعت کرنی جائز ہے؟

۴: ۔ بعض مسجدوں میں کچھ لوگ جمع ہو کر مغرب کے بعد ۱۰۰ مرتبہ لاالہ آلااللہ اور ۱۰۰ صرف الااللہ اور ۱۰۰ دفعہ اللہ اور ۱۰۰ دفعہ ھو کا ورد پڑھتے ہیں، پھر دیر مراقبہ میں خاموش ہو کر پیر کا تصور کرتے ہیں، کیا شریعت میں ایسی صورت جائز ہے؟

۵: ۔ ایسی مسجد جس جگہ نقشہ مبدرجہ ذیل ہے نماز جائز ہے یا نہیں؟

۶: ۔ بعض لوگوں میں دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ اکٹھے ہو کر کسی پیر کے جا کر دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، جب وہ نکلتا ہے تو تکبیریں کہنے لگ جاتے ہیں: اور اس کے آباواجداد کی تعریف میں مدحیہ قصیدے پڑھتے ہیں، اور بنی ﷺ کی تعریف میں شعر پڑھتے ہیں اس کے پیچھے پیچھے مسجد تک چلے جاتے ہیں، کیا یہ صورت شریعت محمدؐیہ میں جائز ہے یا نہیں؟

۷: ۔ مذکورہ بالا مسجد کے دائیں طرف حجرہ میں قبروں کے گرداگرد دیوار بنی ہوئی ہے کہیں سے ۱۰ فٹ اونچی ہے، کہیں سے ۱۵ فٹ اور انگل کیا یہ دیوار قبروں کی حفاظت کےلئے جائز ہے یا نہیں؟

۸: ۔ ایک پیر نے کہا کہ میرے آباواجداد نبی ﷺ کو دیکھتے چلے آئے ہیں، یہ کیا ہے مذکورہ بالا مسجد کے حجرہ میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد امام و مقتدی داخل ہو جاتے ہیں، اور قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

۹: ۔ پیر صاحب مریدوں سے فرماتے ہیں کہ تمہارے مالوں میں سے میرا بھی حق ہے وہ خدا سے ڈر کر اسے دیتے ہیں، اگرچہ وہ غنی و مالدار ہی کیوں نہ ہو، کیا یہ درست ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمدللہ الذی فسوی، والذی قدر فھدی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: ۔

۱: ۔ پیر و مرشد کی دو غرضیں ہوتی ہیں، ایک یہ کہ سیدھا راستہ دکھاتے گمراہی سے بچائے، دوسری یہ کہ شفاعت کرے، قیامت کے دن بخشوائے سوان دونوں غرضوں کےلئے آج کل کے مروجہ پیر و مرشد کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ پہلی غرض کی بابت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ترکت فیکم امرین لن تضلوا تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ (مشکوۃ) یعنی میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں، جب تک ان دونوں کو تھامے رہوگے، گمراہ نہیں ہوگئے، جو شخص پڑھا ہوا ہو وہ دیکھ کر عمل کرے، جو ناواقف ہو وہ جس عالم سے موقعہ ملے پوچھ لے۔ جو سلف کے زمانہ میں دستور تھا، قرآن مجید کا ارشاد ہے، فَسْئَلُوٓا أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (قرآن) اگر تمہیں علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لو، دوسری غرض کی بابت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، اتانی ات من ربی فخیرنی بین ان ید خل امتی الجنة ربین الشفاعة فاخترتالشفاعة وہی عن مات لایشرک باللہ شیا۔ (ترمذی ابن ماجہ، مشکوۃ) میرے پاس خدا کی طرف سے ایک آینوالا آیا ہے۔ مجھے اختیار دیا کہ تیری نصف امت جنت میں داخل کی جائے گی یا شفاعت کرے میں نے شفاعت اختیار کرلی، شفاعت اس شخص کو پہنچے گی، جو اس حال میں مرگیا، کہ اللہ کیساتھ شرک نہ کرتا ہو، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توحید والوں کی شفاعت کریں گے پھر اس غرض سے پیر و مرشد کی کیا ضرورت ہے، ایک اور حدیث ہے یشفع یوم القیمة ثلاثة الانبیاء ثم العلماء الشھدا۔ (رواہ ابن ماجہ) قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کرائیں گے، پہلے آنبیاء ثم علماء پھر شہداء ان کے علاوہ بعض اور کا بھی ذکر ہے، لیکن مروجہ پیر و مرشد کا کہیں ذکر نہیں، پھر سفارش کا ذمہ دار ہی وہ شخص ہوسکتا ہے جسے اپنے خاتمہ کا علم ہو اور یہ نبی کو ہوسکتا ہے، یا جس کی بابت نبی کی شہادت ہو دوسرے کو کیا پتہ ہے کہ میرا خاتمہ کیا ہوگا بڑے بڑے بزرگ اسی فقر میں رہے، کہ خدا جانے خاتمہ کس حال پر ہوگا، بلکہ جن کو جنت کی خوش خبریاں ملیں، ان کی کمریں بھی اس خوف سے ٹیڑھی ہوگئیں، حضرت عمر فاروقؓ اپنی دعا میں رورو کے کہا کرتے تھے، اللھم ان کنت کتبت علی شقوة اوذنبا فامحہ فانک تمحوا ماتشاء وتثبت وعندک علم الکتاب فاجعلہ سعادة ومحضرة (ابن کثیر جلد۶ ص ۲۷۰) اے اللہ اگر تونے مجھ پر بدبختی یا گناہ لکھا ہے تو اس کو مٹادے، کیونکہ تو مٹاتا ہے، جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے، اور تیرے پاس ہے، ماں کتابوں کی، پس اس بدبختی کو دور کرکے نیک بختی کردے، اور گناہ بخش دے، عبداللہ بن مسعود بھی یہی دعا مانگا کرتے تھے، بلکہ خاتمہ تو آئندہ کی چیز ہے صحابہؓ تو اپنی موجودہ حالت پر بھی اطمینان نہیں رکھتے تھے، بخاری کتاب الایمان میں ہے، عبداللہ بن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں، میں تیس صحابی کو ملا ہوں، سب اپنی جان پر نفاق سے ڈرتے تھے جب ان بڑے بڑوں کی حالت یہ تھی، تو اور کون ایسا مرشد و پیر ہے جو شفاعت کی ذمہ داری لے سکے، یہ بالکل وہی خیال ہے، بلکہ ایک طرح کی دکان داری ہے، خدا اس سے بچائے، اور طریق سلف پر چلنے کی توفیق دے، (آمین)

(۲) جب اس طرح کا پیر پکڑنا شریعت سے ثابت نہ ہو تو نسبت لگانی کیسے درست ہوگی مذہبی نسبت تو ایک ہی پیر و مرشد کی طرف کرنی چاہیے، جو سب کا پیر و مرشد ہے یعنی امام اعظم نبی اکرم ﷺ یا حدیث کی طرف یا سلف کی

طرف نسبت کرے جن کی اتباع ہم پر واجب ہے مثلاً اہل سنت، یا اہل حدیث یا سلفی کہلائے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ کی علامت یہی بتائی ہے ماانا علیہ واصحابی۔ ماانا علیہ حدیث ہوئی اور اصحاب سے مراد طریق سلف ہوا، سوانہی دو سے اپنا تعلق پیدا کرنا مناسب ہے،

۳: پیری مریدی بیعت کا کوئی تسلی بخش مسئلہ نہیں، کیونکہ قرون اولی میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔،

۴: اس قسم کے اذکار قرآن حدیث سے ثابت نہیں، نہ خیر القرون میں کسی نے کئے نہ دین نے بتائے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، من احدث فی امرنا ہذا فہو رد یعنی جو ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے گا وہ مردود ہے اب جو صورت سوال میں مذکور ہے اس میں بھی کئی باتیں زیادہ کی گئی ہیں، ایک وقت مغرب ہمیشہ کے لئے اپنی طرف سے مقرر کرنا پھر سو کی تعداد پھر حکم کی پہلے لاالہ آلااللہ پھر اللہ ھو پھر چپ رہنا، اور مراقبہ میں شیخ کا تصور کرنا یہ کتنی باتیں اپنی طرف سے ملائی ہیں، جن کا شریعت میں نام ونشان بھی نہیں تو کیا ان لوگوں کے سو؟ خاتمہ کا ڈر نہیں، خاص کر تصور شیخ تو ایک قسم کا شرک ہے، کیونکہ کے مشکوۃ کے شروع میں حدیث ہے، اعبدواللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک، الحدیث اللہ کی عبادت اس طرح کرو، کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے، اگر تجھے یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (کم ازکم تیرے دل میں یہ تو ضرور ہونا چاہیے کہ) وہ تجھے دیکھتا ہے، جو تصور شیخ کرتے ہیں، وہ عبادت میں غیر اللہ کی صورت بٹھاتے ہیں، اور اس کی مشق اور ریاضت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا کی جگہ کسی کو دینی ہی شرک ہے، اگر صفائی مقصود ہے تو بدعت طریق سے درحقیقت صفائی نہیں، بلکہ ظلمت ہے خدا اس سے بچائے آمین :،

۵: عن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا، الی القبور ولا تجلسوا علیھا رواہ الجماعۃ الاالبخاری (ابن ماجہ، منتقی ۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الارض کلھا مسجد الاالمقبرۃ والحمام رواہ الخمسۃ الاالنسائی ۔ (منتقی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام زمین مسجد مگر قبرستان اور حمام)

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا من صلوتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا (رواہ الجماعۃ الاابن ماجہ ومنتقی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کچھ نماز گھروں میں بھی پڑھ لیا کرو، اور ان کو قبریں نہ بناو)

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصری اتخذوا قبور انبیاء ہم مساجدا (متفق علیہ، مشکوۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا، اللہ یہود ونصاری کو لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم مقابر اان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرأ فیہ سورۃ البقرۃ رواہ مسلم (مشکوۃ کتاب فضائل القران) اپنے گھروں کو قبریں نہ بناو بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔ پہلی حدیث میں قبروں کی طرف نمازیں پڑھنے سے منع فرمایا، سوال میں جس مسجد کا ذکر ہے اگر اس کے سامنے کے سارے دروازے کھلے ہوں تو نماز قطعاً حرام ہے کیونکہ قبریں سامنے ہیں اگر دروازے بند ہوں، تو بھی ٹھیک نہیں، دروازوں کا قبلہ رخ ہونا شبہ ڈالتا ہے، کہ یہ مسجد قبرستان کے متعلق ہے، کیونکہ دروازے قبروں کی خاطر رکھے ہیں، ایسی مسجد میں نماز ٹھیک نہیں کیونکہ چھوتھی حدیث میں قبروں کو مسجد بنانے پر لعنت فرمائی ہے، دوسری حدیث میں قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اور اس کے دائیں بائیں قبروں کا ہونا یہ بھی اس بات کی تائید ہے کہ یہ مسجد قبرستان کا حصہ ہے، اگر بافرض مسجد پہلے ہو اور چیزیں بنی ہوں۔ تو بھی کچھ خلل آگیا، کیوں تیسری اور پانچویں حدیث میں گھروں کو قبریں بنانے سے نہی فرمائی ہے، اور گھر میں قبر ہی کی صورت ہوتی ہے کہ گھر کی حدود اور صحن وغیرہ میں بنادی جائے، دائیں طرف قبر اس قسم کی معلوم ہوتی ہے اور دوسری قبروں کا حال بھی مشتبہ ہے اس لئے ایسی مسجد میں نماز سے احتیاط کرنا چاہیے، اگر قبریں یہاں سے ہٹادی جائیں اور ہڈیاں دوسری جگہ دفن کی جائیں تو پھر نماز میں کوئی کھٹکا نہیں لیکن قبریں اس وقت ہٹائی جاسکتی ہیں، جب مسجد پہلے ہو، کیوں کے اس صورت میں یہ قبریں خلاف شرع ہوں گی، جن کا ہٹانا ضروری ہوگا، ورنہ مسجد کو یہاں سے ہٹانا چاہیے، ہاں اگر مشرکوں کی قبریں ہوں تو ہر صورت میں ہٹائی جاسکتی ہیں، مسجد نبوی اسی طرح بنی تھی، ہاں اگر قبریں حدود سے بالکل الگ ہوں، اور مسجد قبرستان کے حصہ میں نہ ہو، تو پھر ہٹانے کی ضروت نہیں، مگر قبروں اور مسجد کے درمیان دیوار بنادینی چاہیے، تاکہ کسی وقت اتفاقیہ مسجد کا دروازہ کھلا رہ جائے، تو نظر نہ پڑے اس مسئلہ کی کچھ تفصیل سوال نمبر ٦ کے جواب میں دیکھئیے،

(٦) وہ: منہ پر تعریف کرنا منع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ منہ پر تعریف کرنیوالوں کے منہ میں مٹی ڈالو، (مشکوۃ ص ۴۱۲) اگر بہروں کی مجالس میں ان کے سامنے مدحیہ قصائد مبالغہ آمیز پڑھے جاتے ہیں، بجائے منع کرنے کے خوش ہوتے ہیں، بلکہ اکثر کو دیکھا گیا ہے، وہ انعام دیتے ہیں، سو یہ سب حرام کے مرتکب ہوتے، ہاں نبی کی تعریف منہ پر درست ہے جس کی دو وجھیں ہیں، ایک یہ کہ نبی کو فخر نہیں آسکتا، اللہ ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے دوسری یہ کہ نبی کی نبوت ایمان اور کفر کی کسوٹی ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے، پس جب اس کو اپنے منہ سے نبوت کے دعوی کا حکم ہوا، جو بڑا عالی مقام ہے، تو دوسروں کی مداح معمولی بات ہے، کسی اور کا یہ مقام نہیں، اس لئے خلفاء اور بزرگان دین کے سامنے ایسا کام کبھی نہیں ہوا، پھر اس طرح گھر سے نکلنا اور اپنی تعظیم کرانا یہ بھی خلاف شرع ہے، اور تواضع کے منافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت حدیث میں آیا ہے، ولا یطاء عقبۃ رجلان۔ (مشکوۃ ص ۳۵۸) آپ کی ایڑی کو دو آدمی نہیں لتاڑتے تھے۔ یعنی جیسے دنیا داروں کی عادت ہوتی ہے، کہ انکے پیچھے خادم ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہ تھے، بلکہ آپ کی آمد ورفت گھر میں سادہ تھی عن طارق قال خرج عمرؓ الی الشام ومعنا ابوعبیدۃ فاتوا علی مخاصۃ وعمر علی ناقۃ لہ فنزل وخلع خفیہ فوضعھا علی عاتقہ فخاض فقال ابوعبیدۃ یاامیر المومنین انت تفعل ہذا۔ مایسرنی ان اہل البلد استشرفوک فقال اوہ ولو قال ذاک غیرک اباعبیدۃ جعلناہ نکالا لامۃ محمد انا کنا اذل قوم فاعزنا باالاسلام فما نطلب العز بغیر ما اعزنا اللہ بہ اذلنا اللہ، رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرطھما) ترغیب الترھیب منذری ص ۴۴۵) حضرت عمرؓ فاروق ملک شام کی طرف نکلے ابوعبیدہ بھی ساتھ تھے، رستہ میں چھوٹا چھوٹا پانی آیا، حضرت عمرؓ اونٹنی پر تھے اونٹنی سے اتر کر جوتا اتار کر کندھے پر رکھ لیا اور اونٹنی کی مہار ہاتھ میں پکڑلی، ابوعبیدہؓ نے کہا۔ اے امیر المومنینؓ آپ ایسے کرتے ہیں، مجھے یہ بات اچھی نہیں، کہ اھل شہر آپ کو اس حالت میں دیکھیں فرمایا، افسوس اے ابوعبیدہؓ اگر کوئی اور ایسی بات کہتا تو اس کو (تنبیہ کرکے) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عبرت بنا دیتا، ہم بہت ذلیل قوم تھے، اللہ تعالی نے اسلام کے ذریعے ہمیں عزت دی پس جب اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں ہم عزت دھونڈیں گے تو اللہ تعالی ہمیں ذلیل کردے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آج کل جس طرح اپنی عزت کراتے ہیں، درحقیقت عزت نہیں بلکہ دوجہاں کی ذلت ہے، اور اسلام کے بالکل خلاف، اعاذنا اللہ منہ۔

؛ ۷: جب گھروں میں قبریں بنانا درست نہ ہوئی، تو ان کی حفاظت کیسے ہوگی، بلکہ یہ منکر کا کام ہے اس کو بدلنا چاہیے، حدیث میں ہے یعنی جو شخص کوئی منکر کام دیکھے، اس کو حتی الوسع بدل دے، پس یہ قبریں اگر مسلمانوں کی ہیں، تو ان کی ہڈیاں نکال کر کسی اور جگہ دفن کردینی چاہیے، اگر مشرکوں کی ہیں تو ویسے صاف کردینی چاہیے، ہاں اگر مسجد اور بنی ہو، اور قبریں مسلمانوں کی ہوں، تو مسجد کو یہاں سے ہٹا دینا چاہیے، اور قبروں کے اوپر کی بنا گرادینی چاہیے، تاکہ یہ قبریں عام قبرستان کی طرح قبرستان بن جائیں، بلکہ اگر پختہ ہیں، تو سرے سے ہی مسمار کرنی چاہیے، جیسے حضرت علیؓ کی حدیث الاسویتہ (مشکوۃ) سے بظاہر معلوم ہوتا ہے، ورنہ کم سے کم سنت کے مطابق کردی جائیں، کیونکہ حدیث میں ہے، نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبو قبور وان یکتب علیھا وان توطا (رواہ الترمذی، مشکوۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے سے نہی فرمایا، نیز اس پر لکھنے اور لتاڑنے

سے نہی کی ہے

۔ ان قبروں کی زیارت کے لئے جانا اس وقت مسنون ہے، جبکہ یہ شریعت کے مطابق ہوں، ورنہ منکر کام کے اسباب پیدا کرنا اور ہمیشہ پر جمعہ کو اجتماعی حالت میں ان کی زیارت کے لئے جانا، جس سے عوام کے دلوں میں ان :۸ کی قبروں کی اچھی حالت پر ہونیکا جزبہ پیدا ہو یہ ٹھیک نہیں ہے،

۔ اس قسم کا دیکھنا، بیداری میں کہیں رہا، خواب میں خدا کی طرف سے نہیں ہوتا، خیر القرون میں اور بعد میں بہتیرے بزرگ گزرے ہیں، مگر کسی کو مقرر طور پر ہمیشہ اس طرح خواب نہیں آیا، یہاں تک کہ موروثی ہوگیا، بلکہ :۹ بغیر موروثی ہونے کے بھی اس طرح نہیں آیا، ہاں لوگوں کے حیلے اور عملیات ایسے ہوتے ہیں، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۴۹ میں ایک لمبی حدیث ذکر کی گئی ہے، ہشام بن عاص‌ؓ امری کہتے ہیں، کہ میں ایک شخص حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں ہرقل بادشاہ روم کی طرف قاصد ہو کر گئے، تو اس دربار میں زبان سے حکم لاالہ الااللہ واللہ اکبر، نکلا، یہ حکم نکلتے ہی وہ محل اس طرح ہلنے لگا جیسے آندھی سے درخت ہلتا ہے، دو دفعہ اس طرح ہوا، ہرقل نی کہا اپنے گھروں میں جب تم یہ کلمہ پڑھتے ہو، اس طرح ہوتا ہے؟ کہا نہیں کہنے لگا، اگر تمہارے میں ہمیشہ اس طرح ہوتا، تو میں اپنا نصف ملک (خوشی میں) لٹا دیتا ہم نے کہا کیوں کہا اگر ایسا ہوتا تو یہ نبوت کا اثر نہ ہوتا، بلکہ لوگوں کو حیلوں اور عملیات کی قسم کا ہوتا۔ (جس کا مجھے خطرہ نہیں تھا) دیکھئے اہل کتاب بھی اس بات سے واقف تھے، کہ جو باتیں خدا کی طرف بندے کی بزرگی اور کرامت کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں، وہ اتفاقی ہوتی ہیں چنانچہ صحابہؓ وغیرہ کے حالات سے ظاہر ہے موروثی طور پر خواب کا چلے آنا، یہ عملیات کی قسم ہے، پھر اعتبار نہیں کے کہنے والا، سچ کہتا ہے یا جھوٹ اگر سچ کہتا ہے تو اس کو کیا پتہ لگا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہے یا کسی اور کی بہر حال یہ کوئی بزرگی کی علامت نہیں ہے،

قرآن وحدیث میں کہیں نہیں آیا، کہ پیروں کا حق اللہ تعالی نے رکھا ہے بلکہ زکوۃ جو سال بسال غنی مسلمانوں پر اللہ نے فرض کی ہے۔ وہ اہل بیت (قوم سید) پر حرام ہے، (حتی کہ ان کے غلام کے لئے ناجائز ہے) یہ (10) (ان لوگوں کے گزارے کا ڈھنگ بنا رکھا ہے، لوگوں کو جھوٹے مسائل بتا کر حرام کھاتے ہیں خدا ان کو ہدایت کردے (آمین) (از حضرت العلام مولانا حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد 10 ص 108-115

محدث فتویٰ